اصلاح: عیب یا ہُنر

ایک فکر انگیز تحریر

نتیجۂ فکر

محمد صدام حسین ازہری

الأزہر الشریف/قاہرہ مصر

باسمہ تعالیٰ

اصلاح : عیب یا ہُنر

اصلاح کرنا ایک عملِ جلیل ہے اور بہت آسان بھی ہے۔ خواہی نہ خواہی ہر شخص اپنی عقل اور ذاتی تجربے کے اعتبار سے لوگوں کو نصیحت کرتا رہتا ہے اور اپنی بات منوانے کی ہر ممکن کوشش بھی کرتا ہے۔ تقریباً ہر ایک کو اس باب میں مہارت کا زعم یقینی طور پر راسخ ہوتا ہے یا یوں کہیں کہ : ہر کس بخیالِ خویش خبطے دارد۔

اس میں تقریباً سبھی لوگ برابر کے شریک ہیں اور گاہے بگاہے اپنی خدمات سے مخاطب کو اپنے علم و فضل کا معترف کرتے رہتے ہیں۔

لیکن سوال اس بات کا ہے کہ کیا اسی طرز پر اصلاح کو قبول کرنے کی لوگوں میں دلچسپی ہے؟ جواب ہے، نہیں۔ کیونکہ یہ نفس کی شرارت ہے کہ وہ خود کو ہر عیب سے پاک وصاف اور مبرا سمجھتا ہے اور اس کو قابلِ توجہ سمجھتا ہی نہیں ہے چنانچہ یہی چیز بھلائی اور برائی کے درمیان دبیز پردے کی مانند حائل ہو جاتی ہے جس کے سبب اس کو خود کا عیب نظر نہیں آتا ہے اور اپنے آپ کو بدلنے یا اصلاح کو قبول کرنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتا ہے۔ اگر کبھی اس کا غیر منطقی فعل یا عیب ظاہر ہو گیا تو اس عیب کو ہنر بنانے کے لئے سر توڑ کوششیں شروع کر دیتا ہے اور لایعنی و بے مقصد جدال میں کود پڑتا ہے جو فی نفسہ معائب و نقائص کا سرچشمہ ہے۔ وہ شکست کھانے اور اپنی ہزیمت اٹھانے کو کبھی راضی ہی نہیں ہوتا ہے۔

ایسے میں ہنرمندی اور سلیقہ شعاری کو اپنا سا منہ لیکر رہ جانا پڑتا ہے اور اقدام یا پیش رفت کی کبھی جرأت بھی نہیں ہو پاتی ہے۔

لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اصلاح کو قبول کرنا دیگر فنون کی طرح یہ بھی ایک فن ہے جو سیکھنے اور مشق کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ اعمالِ غریزیہ کی طرح طبیعت میں پہلے سے ہی موجود نہیں ہوتا ہے جو وقت آنے پر اپنا جوہر دکھادے اور غیر ارادی طور پر دُرست عمل بھی کرے اور صحیح نتیجے پر بھی پہونچ جائے۔

بلکہ خود کو اس قابل بنانا پڑتا ہے، نفس کو تیار کرنا پڑتا ہے، اس کو رغبت دلانے کے لئے ماحول سازی کرنی پڑتی ہے، کبھی چھوٹی تو کبھی بڑی قربانی بھی پیش کرنی پڑتی ہے، کبھی اپنے دائرہ کار کو وسیع کرنا ہوتا ہے تو کبھی اختیار کردہ حدود کو تنگ بھی کرنا پڑتا ہے، کبھی اہم مواقف پر غائرانہ نظر دوڑانی ہوتی ہے تو کبھی سطحی نظر سے ہی کام چلانا پڑتا ہے۔

مشکل حالات اور سخت مراحل کا خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال کرنا، صبر آزما اور غیر متوازن مواقع میں بھی توازن کو برقرار رکھنا، دلخراش اور تکلیف دہ باتوں کی کڑواہٹ کو میٹھے شربت کی طرح گھونٹ گھونٹ کر کے حلق کے نیچے اتارنا، ناسازگار ظروف اور غیر متوقع حوادث کا وسعت قلبی کے ساتھ خیر مقدم کرنا، بادِ مخالف کے مضبوط پنجوں کے ساتھ پنجہ ملانا، مسدود راہوں اور ارمانوں کے بجھے ہوئے چراغوں کے باوجود امید اور آس کی قندیل کو روشن کئے رکھنا، ظلمت کدہ کو بقعۂ نور بنانا، منزلِ مقصود کے طویل و ممل راستے میں اپنے جوش وجذبے کو برقرار رکھنا، مادہ پرست بازار میں اپنی ضمیر اور اس کی آواز کو زندہ و سلامت رکھنا یہ سب کچھ سیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

چنانچہ اصلاح کرنا عیب نہیں ہے یہ بہت ہی اچھی بات ہے بلکہ امر محمود وماجور ہے اور عین شرع شریف پر عمل کرتے ہوئے حکمِ شرعی "**أمربالمعروف و نهي**

عن المنکر" سے سبکدوشی بھی ہے لیکن خود اپنے اندر اصلاح کی چاہت پیدا کرنا، اس کے لئے ہمیشہ کوشاں رہنا، کسی کی اصلاح کو بسر و چشم قبول کرنا اور اپنے دل میں بغیر کسی تردد کے مصلحِ مخلص کا شکریہ بھی ادا کر دینا قسمِ اول سے بدرجہا افضل اور بہتر ہے۔ جو مثبت سوچ اور پاکیزہ روح کی نشانی ہے اور یہ سب کچھ رب کریم کی عطا کردہ توفیق ہی کی بدولت ممکن ہے ورنہ.....ع

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کی بات نہیں۔

نتیجۂ فکر:

محمد صدام حسین قادری ازہر شریف

(نزیل قاہرہ مصر)